مولانا مرحوم اپنے حصے کا کام کر کے روانہ ہوئے!

ڈاکٹر صباح اسماعیل ندوی

جب ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کا مشن مکمل ہوگیا اور اپنے رحیم وکریم رب کے پاس ان کی واپسی کا وقت قریب آ گیا تو انہوں نے مجمع عام میں اپنے پیروکاروں کو مخاطب کر کے ایک اہم ترین خطبہ دیا۔ خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے وہ تاریخی خطاب ریکارڈ میں موجود ہے۔ خطبہ کے اختتام پر آپؐ نے حاضرین سے سوال کیا: اے لوگو! میرے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ اس وقت لوگوں نے جواب دیا: ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ نے امانت پہنچادی، آپ نے حق رسالت ادا کردیا اور آپ نے امت کی خیر خواہی میں کوئی کمی نہیں فرمائی۔

رحمت عالمؐ کے خانوادے سے تعلق رکھنے والے، ان کی نسبت کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ سمجھنے والے اور انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عرب وعجم کے ہر گورے کالے انسان کی ہدایت ورہنمائی کیلئے اپنا خون جلانے والے ہمارے مشفق ومحبوب استاد مولانا عبداللہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہمارا یہ گمان حق بجانب ہے کہ اگر اپنے رب کے پاس واپسی سے قبل ان کو اس بات کا موقع ملتا کہ ان کے پاس وہ سارے لوگ جمع ہوتے جن کی ہدایت ورہنمائی کی فکر میں وہ کوشاں وسرگرداں رہتے تھے، جن کو تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کر کے انہوں نے تبلیغ اسلام، دعوت دین اور اشاعت پیام انسانیت کیلئے ملک وبیرون ملک کے بے شمار حصوں میں سرگرم رکھا تھا اور جن لوگوں کو کفر وبدعات کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں سے نکال کر انہوں نے اپنی دعاؤں اور کوششوں سے نور ہدایت سے فیضیاب کردیا تھا، اگر ان تمام لوگوں کو جمع کر کے وہ پوچھتے کہ ذرا بتاؤ تو سہی کہ کل اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں میرے بارے میں کیا کہو گے تو وہ سب بیک زبان یہی کہتے کہ آپ نے اپنے نانا کے نواسے ہونے کا حق ادا کردیا، آپ نے اس امانت کو ہم تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جو امانت آپ کے نبیؐ نے انسانوں تک پہنچائی تھی، آپ نے ہماری خیر خواہی میں اپنے آپ کو ایسا گھلایا کہ دوسروں کے غم میں گھل گھل کر ختم ہوجانے والوں میں آپ بہتوں سے آگے نکل گئے۔

اے محمد الحسنی، عبدالعلی حسنی اور ابوالحسن علی حسنی کی آنکھوں کے نور، اے خانوادۂ علم اللہ کے روشن ستارے، اے نواسۂ رسول حضرت حسنؓ کے خاندان کے گل سرسبد، آپ نے اپنے خاندان کا نام مزید روشن کردیا۔ آپ نبی اکرمؐ کے سچے پیروکار اور نبیوں کی میراث کے بہترین علم بردار تھے۔ بحیثیت عالم دین آپ پر جو ذمہ داریاں تھیں آپ نے ان کی ادائیگی میں ہرگز کسی کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ آپ 'رهبان بالليل وفرسان بالنهار' کی خوبصورت تصویر تھے۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو سوئے حرم لے جانے کیلئے آپ نے دن ورات جو محنت کی اس پر چاک گریباں عشاق بھی حیرت زدہ ہیں۔ شرک والحاد کی دلدل میں دھنسے ہوئے نادان انسانوں کو شیاطین وطواغیت کی غلامی سے نکال کر خدائے رحمان ورحیم کی بندگی وعبادت اور جنت وراحت کی طرف لانے کیلئے آپ نے جس قدر اپنی داڑھی اور مصلے کو تر کیا اور اللہ جل شانہ کے آگے گریہ وزاری کی اس پر نرگس بھی انگشت بدنداں ہے کہ اسے کیا کہئے۔ آپ اپنے شاگردوں اور ارادتمندوں کیلئے ایک ایسا نمونہ بن گئے جس کی موجودگی میں وہ خود بھی ایک عظیم انسان اور مثالی مسلمان بن کر دنیا کو امن وشانتی کا پیغام دیتے رہیں گے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکمرانی کے قیام کیلئے انتھک جدوجہد کرتے رہیں گے۔

مولانا مرحوم کا انتقال پرملال ملت اسلامیہ کا عظیم سانحہ اور ایک ایسا خسارہ ہے جس کی تلافی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے مگر ایسا سوچنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کے محبوب اور بے شمار کمزور وبیمار انسانوں کے مسیحا مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ کا انتقال قبل از وقت ہوگیا، ابھی ان کو اس دنیا میں بہت سارے کام انجام دینے تھے اور انہوں نے جس مشن کو اپنا نصب العین بنایا تھا وہ اس کو ادھورا چھوڑ کر اس دنیا سے چلے گئے۔ میرا ایمان مجھے ان باتوں پر ایمان لانے سے منع کرتا ہے۔ موت کا وقت معین ہے اس لئے کوئی قبل از وقت اس دنیا سے رخصت نہیں ہوتا۔ اور مولانا مرحوم نے اپنی ۵۵ سالہ زندگی میں جتنے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان کی انجام دہی کیلئے بسا اوقات ۹۰۰ سال کی عمر بھی کم پڑ جاتی ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس دنیا میں کرنے کیلئے بہت سارے کام ہیں اور یہ سارے کام کسی ایک ہی آدمی کے ذمہ داری نہیں ہے، ہر آدمی اپنے حصے کا کام کرتا ہے اور اس سے بس اسی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور جہاں تک بات مشن کو

ادھورا چھوڑ کر جانے کی ہے تو نور توحید کا اتمام کسی فرد واحد کا کام نہیں ہے۔ دعوت الی اللہ کا مشن آدمؑ سے شروع ہو کر قیامت کے دن ختم ہونے والا ہے۔ اس مشن کو آگے بڑھانے کیلئے لگاتار انبیائے کرام دنیا میں آتے رہے اور خاتم الانبیاء حضرت محمدؐ کے بعد یہ ذمہ داری دین اسلام کے علماء وصلحاء پر عائد ہوئی اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ جب تک قیامت واقع نہیں ہو جاتی یہ کام چلتا رہے گا، اس مشن کی تکمیل کبھی کسی کی ذمہ داری نہیں تھی۔ جب اس دنیائے آب وگل سے واپسی کا پروانہ نبیوں کیلئے بھی آتا رہا ہے تو یہ علماء وصلحاء کیلئے بھی آتا رہے گا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی مختصر زندگی میں بڑا بڑا کام کر گئے۔

مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ کا ہمارے ادارے مدرسہ باب العلوم سے بہت پرانا رشتہ تھا۔ وہ متعدد بار اس کے پروگراموں میں شریک ہوئے تھے۔ ادھر جب ہم نے جبریل انٹرنیشنل اسکول قائم کیا اور انگریزی اخبار 'دی ایسٹرن پوسٹ' کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ ان کاموں سے بہت خوش ہوئے۔ وہ لگاتار ہمارے کاموں پہ نظر اور اس کی خبر رکھتے تھے اور اکثر وبیشتر اپنے مفید اور انمول مشوروں سے نوازتے رہتے تھے۔ والد محترم قاری محمد اسماعیل ظفر صاحب سے ان کا بہت قریبی تعلق تھا۔ وہ مجھ سے ہر بار ان کی خیریت معلوم کرتے اور ان کی خدمت کا حق ادا کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

جبریل انٹرنیشنل اسکول شہر کلکتہ بلکہ مشرقی ہند کا پہلا ایسا انگریزی میڈیم اسکول ہے جہاں طلبہ وطالبات کو مکمل اسلامی ماحول میں اطمینان بخش حد تک معیاری دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، دامت برکاتہم کی دعاؤں اور نصیحتوں کے ساتھ اپنے سفر کا آغاز کرنے والے اس اسکول نے نہایت قلیل مدت میں ترقی وکامیابی کے منازل طے کئے اور یہ شہر واطراف کے مسلمانوں کا محبوب ترین اور مقبول ترین اسکول بن گیا۔ اس اسکول کے تعلق سے ہمیں مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ ہمیشہ اپنے گرانقدر مشوروں سے نوازتے رہتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ ملک بھر میں ایسے اسکولوں کو عام کر دینا چاہئے۔ ان کو اس بات کا شدید قلق تھا کہ ہمارے اپنے بچے اعلیٰ معیاری وعصری تعلیم کے حصول کیلئے ایسے اسکولوں میں پڑھنے پر مجبور ہیں جہاں ان کے دن کی شروعات شرکیہ اور کفریہ کلمات سے ہوتی ہے۔ ہمارے نونہالوں کے دل ودماغ میں شرک کی گندگی داخل کی جارہی ہے اور انہیں اسلام اور شعائر اسلام سے بے زار ومتنفر بنایا جارہا ہے اور ہم ان کی حفاظت کا انتظام نہیں کر پا رہے ہیں۔ مولاناؒ کی خواہش تھی کہ مدارس جو اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں وہ اپنا کام تو بحسن وخوبی کرتے جائیں مگر مسلمانوں کے وہ بچے اور بچیاں جو مدرسوں تک کسی بھی وجہ سے نہیں آسکتیں، ان کیلئے دینی تعلیم کا اور ان کے دین کی حفاظت کا انتظام ہم کو ضرور کرنا چاہئے۔ اسی لئے وہ جبریل انٹرنیشنل جیسے اسکولوں کو عصر حاضر کی ضرورت سمجھتے تھے اور ان کیلئے وہ خصوصی دعاؤں کا اہتمام کرتے تھے۔

عظیم داعی دین اور مبلغ اسلام مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ عام طور پر اپنی اصلاحی ودعوتی کوششوں کے حوالے سے یہ بات ناپسند کرتے تھے کہ میڈیا کے ذریعہ ان کی تشہیر کی جائے۔ وہ خاموشی سے لگاتار کام کئے جانے کو زیادہ پسند فرماتے تھے مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ فی نفسہ میڈیا اور اس سے متعلق کاموں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ خود بھی مصنف وادیب تھے بلکہ باقاعدہ مدیر التحریر (ایڈیٹر) تھے۔ 'الرائد' کے صفحات گواہ ہیں کہ وہ نہ صرف ایک صاحب طرز ادیب تھے بلکہ انسانوں اور انسانیت کے بڑے ہمدرد وبہی خواہ بھی تھے۔ انسانی سماج کی اصلاح کیلئے میڈیا کے ذریعہ جو کام انجام دئے جا سکتے ہیں ان کا انہیں بخوبی اندازہ تھا اسی لئے وہ ہم سے ہر بار ہمارے انگریزی اخبار (دی ایسٹرن پوسٹ) کے بارے میں بھی سوال کرتے رہتے تھے۔ لگ بھگ دو سال قبل جب شہر لکھنؤ میں پیام انسانیت کا ایک اہم جلسہ ہوا تھا اس موقع پر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں انہوں نے مجھے اور میرے برادر عزیز عبدالباسط اسماعیل (ایڈیٹر، دی ایسٹرن پوسٹ) کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ میڈیا ایک انتہائی اہم اور طاقتور شعبہ ہے مگر بدقسمتی سے مسلمان اس میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ عصر حاضر میں مسلمانوں کی محرومی وناکامی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میدان میں مسلمان خاطر خواہ کام انجام نہیں دے رہے ہیں۔ اغیار اس راستے سے لگاتار حق پسندوں پر حملے کر رہے ہیں اور حق کی آواز دبائی جارہی ہے۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ آپ حضرات ہر سود وزیاں سے بلند تر ہو کر اس کام کو انجام دیجئے اور ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر حق کی آواز کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کی کوشش کرتے رہئے، اللہ آپ کا حامی وناصر ہے۔

بلاشبہ ان کی ذات بابرکات بے شمار انسانوں کیلئے ہدایت ورہنمائی کا باعث تھی۔ وہ اگر کچھ دن اور ہمارے درمیان رہتے تو ہمارے لئے مزید تقویت وبرکت کا سبب بنتے مگر قدرت کی بخشی ہوئی مدت میں انہوں نے جو کچھ کام کر ڈالے ہیں وہ خود بے شمار وبے حساب ہیں۔ وہ اپنے حصے کا کام بحسن وخوبی ادا کر کے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ کس قدر خوش نصیب ہے وہ نفس مطمئنہ جو اپنے رب کے پاس راضیہ مرضیہ لوٹی ہے اور جس کی ضیافت ومیزبانی کیلئے اس کا رب خود اسے بندگان خدا کی صف میں شامل ہونے اور جنت میں داخل ہونے کا مژدہ سنا رہا ہے۔ ہم سب کے مولانا عبداللہ حسنی صاحب اگرچہ اب ہمارے درمیان نہیں رہے مگر ان کے ماننے والوں کے دلوں میں ان کا نورانی چہرہ محفوظ ہے۔ اک ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔ ☆☆☆